

ماہنامہ

سلسبیل لاہور

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

بیاد
حضرت صاحبزادہ
محمد عمر بیر بلوی رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ فضلیہ

جامع مسجد عمرؓ احمد پارک موہنی روڈ لاہور

بیاد
حضرت حاجی
فضل احمد رحمۃ اللہ علیہ

انوار الھدیٰ فی سیرۃ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

سیرت سرور کونین علیہ الصلوٰۃ والسلام پر سینکڑوں کتابیں موجود ہیں۔ ہر مصنف کا اپنا اپنا ایک نظریہ ہے۔ جس کے پیش نظر سیرت کا باغ سجایا گیا۔ اور عام طور پر حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی عملی زندگی کو پیش کیا گیا۔ لیکن سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عظیم انقلاب دنیا میں قائم فرمایا، اس کی طاقت اور روح کیا تھی یعنی رسالت اور نبوت کیا ہے، اور اس کے انوار کس طرح انسانی قلوب کو مسخر کرتے ہیں، اور دنیا و مافیہا سے بے نیاز کر کے خالق مطلق کی طرف کس طرح متوجہ کرتے ہیں۔ اس حقیقت کو بہت کم پیش کیا گیا۔ کیونکہ یہ عظیم کام صاحب حال بزرگوں کا ہے۔ اور بلند احوال جب پیدا ہو جائیں تو علم اپنا کام چھوڑ دیتا ہے۔

کافرا کہ خبر شد خبرش باز نیامد

اس لئے عموماً یہ میدان خالی رہا ہے۔

اس آخری دور میں اس کام کے لئے اللہ تعالیٰ نے واقف رموز شریعت و طریقت، کاشف اسرارِ حقیقت و معرفت صاحب العلم والفضل جناب مولانا حاجی فضل احمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو منتخب فرمایا۔ سیرت کا جو بہترین مفاد ہے وہ تاثیر ہے۔ آپ انوار الہدیٰ کے مطالعہ سے محسوس کریں گے کہ تاثیرات سے آپ کا سینہ منور ہو رہا ہے۔ شاید کہ دل کی بستی آباد ہو جائے۔

کتاب عنقریب تیار ہو جائے گی مطالعہ ضرور کریں۔

کتاب کے ملنے کا پتہ

صاحبزادہ جمیل احمد۔ خانقاہ فضلیہ جامع مسجد عمر جمشید سٹریٹ نمبر 12، احمد پارک، موہنی روڈ لاہور

0300-4427922,0313-4158868

عالمی ماہنامہ ترجمان القرآن
منصورہ، ملتان روڈ، لاہور

عَيْنًا فِيهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيلًا
"چشمہ ہے بیچ اس کے، نام رکھا جاتا ہے سلسبیل" (الدھر: ۱۸)

جنوری 2013ء
ماہنامہ لاہور
سلسبیل
جلد 53 شمارہ نمبر 1

1962ء سے مسلسل شائع ہونے والا التصوف اسلامی کا علمبردار

مدیر مسئول
صاحبزادہ جمیل احمد
منیجر
صاحبزادہ ابرار احمد

Regd. CPL No. 247

بیادگار

قطب العالم محبوب الٰہی ترجمان الحقیقت
حضرت خواجہ محمد عمر بیربلوی رحمۃ اللہ علیہ

ابو البرکات قطب الارشاد مخزن الاسرار و الانوار
حضرت حاجی فضل احمد رحمۃ اللہ علیہ

صاحبزادہ خالد سیف اللہ مدظلہ العالی سجادہ نشین آستانہ عالیہ بیربل شریف

خط وکتابت کا پتہ: دفتر "ماہنامہ سلسبیل لاہور" فی پرچہ -/25 روپے سالانہ چندہ -/300 روپے
خانقاہ فضلیہ: جامع مسجد عمرؒ، احمد پارک موہنی روڈ، لاہور Cell: 0313-4158868

کمپوزنگ / ڈیزائننگ: شاھد گلزار 03333222511
صاحبزادہ جمیل احمد پبلشر نے تارا کمپنی D-7 بیگم روڈ لاہور سے چھپوا کر خانقاہ فضلیہ جامع مسجد عمرؒ موہنی روڈ لاہور سے شائع کیا۔

اس شمارے میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نور مبین

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ.

كَبُرَ مَقْتاً عِندَ اللَّهِ أَن تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ.

اے ایمان والو! ایسی بات کیوں کہتے ہو جو تم کر کے نہیں دکھاتے۔

اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے کہ کہو کچھ اور کرو کچھ نہیں! (الصّف، ۶۱:۲-۳)

اقبال عظیم

فاصلوں کو تکلف ہے ہم سے اگر

فاصلوں کو تکلف ہے ہم سے اگر   ہم بھی بے بس نہیں بے سہارا نہیں
خود انہی کو پکاریں گے ہم دور سے   راستے میں اگر پاؤں تھک جائیں گے
فاصلوں کو تکلف ہے ہم سے اگر
جیسے ہی سبز گنبد نظر آئے گا   بندگی کا قرینہ بدل جائے گا
سر جھکانے کی فرصت ملے گی کسے   خود ہی آنکھوں سے سجدے ٹپک جائیں گے
فاصلوں کو تکلف ہے ہم سے اگر
ہم مدینے میں تنہا نکل جائیں گے   اور گلیوں میں قصداً بھٹک جائیں گے
ہم وہاں جا کے واپس نہیں آئیں گے   ڈھونڈتے ڈھونڈتے لوگ تھک جائیں گے
فاصلوں کو تکلف ہے ہم سے اگر
نام ان کا جہاں بھی لیا جائے گا   ذکر ان کا جہاں بھی کیا جائے گا
نور ہی نور سینوں میں بھر جائے گا   ساری محفل میں جلوے لپک جائیں گے
اے مدینہ کے زائر خدا کے لیے   داستان سفر مجھ کو یوں مت سنا
دل تڑپ جائے گا بات بڑھ جائے گی   میرے محتاط آنسو چھلک جائیں گے
ان کی چشم کرم کو ہے اس کی خبر   کس مسافر کو ہے کتنا شوقِ سفر
ہم کو اقبالؔ جب بھی اجازت ملی
ہم بھی آقا کے دربار تک جائیں گے

حضرت حاجی فضل احمدؒ

گفتنی

اسلام چودہ سو سال سے اپنے وجود کے مختلف حالات گزارتا ہوا ہمارے پاس پہنچا ہے۔ اسلام کی حقیقی تڑپ والے بھی ہر زمانے میں رہے ہیں اور اسلام کو اپنے مفاد کے لیے قبول کرنے والے اور استعمال کرنے والے بھی ہمیشہ رہے ہیں۔ اسلام دریا کے کنارے جھونپڑوں میں بھی سرسبز و شاداب رہا ہے اور شاہی محلوں میں بھی اسلام کی آواز برابر گونجتی رہی ہے۔ ہمیشہ ہر طبقہ میں اسلام آیا اور افراد کی استعداد کے مطابق اسلام نے اپنی تاثیریں دکھلائیں۔ ہمیشہ جھونپڑوں ہی میں اولیاء اللہ نہیں رہے۔ بلکہ شاہی محلوں میں بھی اللہ کے دوست اپنے اسلام کو قائم دائم رکھتے رہے۔ اسلام اول قلب و دماغ میں تبدیلی پیدا کرتا ہے۔ پھر عمل میں ایک خاص قسم کی ہمواری، استقلال اور خوف خدا سے بھری بھری ایک متانت پیدا کرتا ہے۔ معاشرے میں فکر معاش سے کہیں زیادہ فکرِ معاد و بعد موت کی زندگی کی فکر پیدا کرتا ہے۔ اسلام اولیاء اللہ، علمائے حق، شہدائے اسلام، مجاہدین ملت، سخاوت کے نمونے اور غیور عوام پیدا کرا ہے اور عوام ہی کے اخلاص و محبت، تقویٰ، طہارت کے سیلابوں سے علم و عمل کی زمینیں ہمیشہ سیراب ہوتی رہیں۔ اور یہی مبارک طبقہ اونچے درجے کے مسلمان پیدا کرتا رہا اور آج تک یہی دستور رہا ہے۔

اب زمانے نے پلٹا کھایا ہے۔ صرف معاشی مساوات کے لیے عوام ہر قسم کی قربانی ہر جگہ دے رہے ہیں۔ جن کا دین و مذہب آخرت کے تصور سے خالی ہے یا یہ تصور انتہائی کمزور ہے۔ وہ تو اپنی زندگی کو اس کوشش کے بہانے کی نذر کریں لیکن جس قوم میں صدیقؓ، بلالؓ، عمرؓ و صہیبؓ کے فرق اور یکسانیت کی مثالیں موجود ہوں۔ جس قوم میں

ابراہیم ادھمؒ، اور فضیلؒ جیسی زاہد اور تارک ہستیوں کے نمونے موجود ہوں۔ انہیں صرف معاشی مساوات کے اس خطرناک بھنور میں نہیں گرنا چاہیے۔ یہ فطرت انسانی کے بھی خلاف ہے کیونکہ یہاں فرد کی استعداد، ہمت اور کوشش کے نتائج نہیں نکلتے بلکہ عوام کی بھیڑ صرف اپنی استعداد، ہمت اور کوشش کی کمتریوں کے سامنے انسانی عظمت کی ایک غیر فطری خواہش کا سہارا ڈھونڈ کر آگے بڑھتی ہے۔ اور عوام کی بھیڑ میں غرض پرست رہنما وقت کی بنسری کی آواز سے ان کی بہترین صلاحیتوں کو صرف حیوانی نفس پرستی کے لیے تیار کرتے ہیں۔ ایسے عوام کا مرنا جینا ان کی کوشش و محنت، ان کا اتفاق و اتحاد محض حیوانی خواہشات کو ابھارنے اور ان کی تربیت کے لیے ہوتا ہے لیکن ان کوششوں کے کسی مرحلے میں پیغمبر برحق کی رہنمائی کی ضرورت محسوس نہیں کی جاتی۔ پیغمبر ﷺ کی آواز یعنی مالک یوم الدین اور یومنون بالغیب کو یکسر فراموش کر دیا جاتا ہے۔ عوام کی بھیڑ جو مذہب حق کو غلط راہنمائیوں اور شیطانی خواہشوں کے سیلاب میں پہلے ہی برباد کر چکی ہوتی ہے۔ وہ سکون و اطمینان، خوشی اور راحت کا کوئی تصور سوائے وقت کے معاشی انقلاب کے اور نہیں دیکھتی۔ اس سلسلے میں عوام کی یہ کثرت دیوانوں کی ایک کثرت ہوتی ہے۔ جن کی خواہش میں صرف ایک مقصد ہوتا ہے۔ اور وہ معاشی مساوات ہے۔ اور اس مقصد کے لیے وہ زمین و زمان کو تہہ و بالا کرنے پر تلے ہوتے ہیں نہ ان کو خدا یاد ہوتا ہے اور نہ مذہب کے کسی قانون پر وہ عمل پیرا ہوتے ہیں۔ ان کی اس خواہش کی زندگی میں ان کی کوششوں کی ابتدا ہی سے مزہب کی طرف سے مکمل بیگانگی ہوتی ہے اور اگر برائے نام پہلے ان میں مذہب کی کسی درجے کی پابندی تھی بھی تو وہ اس بہیمانہ دیوانگی کی خواہش کے شعلوں سے بھسم ہو چکی ہوتی ہے۔ اس لیے ایسی عوام کی بھیڑ سے اور اس بھیر کے رہنماؤں سے جن کی زندگی کا ماضی مذہب سے بیگانہ ہو جن کی زندگی کے حال میں جائز و ناجائز کی تمیز نہ ہو اور جن کے مستقبل کو اس ماضی اور حال کی

بنیادوں پر تعمیر ہونا ہو اسلام کی کسی بہتری اور بھلائی کی توقع عبث ہے۔ جب وہ اسلام کو اس حال میں بھی ناپسند کرتے ہیں جس حال میں ان کو اسلام کے نام کے استعمال کرنے کی ضرورت ہے۔ وہ نہ اسلام کے عقائد کو اپناتے ہیں نہ اسلام کے اعمال سے تعلق رکھتے ہیں اور نہ اسلام کے نتائج آخرت سے محبت رکھتے ہیں۔ تو ایسے حال میں جب وہ اپنی من مانی پر قدرت حاصل کرلیں گے تو اسلام کے ساتھ یقیناً وہی سلوک کریں گے جو قابیل نے ہابیل سے کیا۔ یا حضرت یعقوبؑ کے بیٹوں نے اپنے بھائی سے کیا یا مصر کے فرعونیوں نے حضرت یعقوبؑ کی اولاد سے کیا۔ صرف اپنی ایک خواہش پر ۷۰۰۰۰، بچوں کی گردن پر چھری پھروادی۔

اس لیے سوشلسٹ مسلمانوں سے اسلام کو مستقبل میں بھلائی کی ہرگز ہرگز توقع نہیں ہے۔ اسلام ادنیٰ و اعلیٰ کا مذہب ہے۔ امیر و غریب کا مذہب ہے۔ مستعد اور سست رفتار کا مذہب ہے۔ بادشاہ و گدا کا مذہب ہے اور یہی یکسانیت اسلام کا فطری جوہر ہے۔ یہ جوہر ہر حال میں قائم رہنا چاہیے۔ ہاں اگر غریب بے غیرت ہو جائیں تو انہیں غیرت دلانا چاہئے۔

غریبی میں بھی وہ اللہ والے تھے غیور اتنے
کہ منعم کو گدا کے ڈر سے بخشش کا نہ تھا یارا (اقبالؒ)

اور امیر اگر قارون بن جائیں تو ان کو اسلام کے ذریعے مال گھٹانے پر مجبور کرنا چاہیے۔ رائے عامہ کی جو قوت آج قدرت نے انسانیت کو عطا فرمائی ہے۔ یہ قوت اللہ تعالیٰ نے انسان کی بے کسی کو ہزاروں سال کی انتظار کے بعد عطا فرمائی ہے۔ اس بے مثال اور بے بہا قوت کو اسلام کی سربلندی کے لیے استعمال کرنا چاہیے۔ اس وقت کو قانون کی حمایت سے اس مقام پر لانا چاہیے کہ ظلم و تعدی رک جائے۔ امیر کو اس قوت کے ڈر سے اپنی امارت کی

قدر کرنے اور عزت افزائی کرانے کی بجائے رائے عامہ کی قوت کی عزت کرنی چاہیے اور اس سے ڈرنا چاہیے کہ اسلام صرف اپنے فرمانبرداروں سے نرمیا ور رحمت کا برتاؤ کرتا ہے اور جو لوگ اسلام کے نظیرے، اس کی حقیقی خوبیوں اور اس کے لائے ہوئے انقلاب کی قدر کرنے سے عاری ہیں۔ اسلام قانون کے ذریعے ایسے ناہنجار لوگوں سے سختی کرتا ہے۔ چونکہ اسلام کے ہاتھ میں قرآن بھی ہے جو حکمت کے موتیوں کا ایک بے بہا خزانہ ہے اور تلوار بھی ہے جو قانون کی قوت کو چلانے کیلیے قدرت کے جلال کا دستِ راست ہے۔ اس لیے اسلام کی حکمتوں، اس کی مصلحتوں کو نہ ماننے والوں پر خود مسلم رائے عامہ غیر مسلم کے ساتھ کیے جانے والے سلوک اشداء علی الکفار کو استعمال کرتی ہے۔ لیکن یہ سب کچھ کسی فتنے اور فساد کے بغیر ہے۔ جہاد کی اصطلاح گیر مسلم کے ساتھ سخت قسم کے مقابلے کے لیے ہے۔ اور باہمی اصلاح اور نفسی اصلاح کے لیے سختی کے استعمال کو مجاہدہ فرمایا گیا ہے اور جب معاشی اصلاح کے لیے رائے عامہ کی استوار اور مضبوط قوت کو اسلامی مصلحت کا واسطہ دے کر اسلامی بھلائی اور عوامی جائز خواہش کے احترام کے لیے ابھارے گی تو ایک زکوٰۃ نہیں سینکڑوں خیرات کی مدیں قائم ہو جائیں گی۔ اور اس وقت خیرات خدا واسطے دینے اور غریب پروری کے معنوں میں استعمال نہ ہوگی بلکہ خیر کی جمع یعنی عمومی بھلائیوں کے معنوں میں استعمال ہوگی اور قانون کو اختیار ہوگا کہ وہ عوام کی مصلحتوں کے لیے دولت مندوں کی دولت کا حصہ اس طرح حاصل کرے جس طرح عوامی ضروربات کے لیے مختلف وقتوں میں ٹیکسوں کے قوانین پاس ہوتے ہیں۔ یہ قوانین خلاف اسلام نہ ہوں گے بلکہ عین اسلام ہوں گے۔

اسلام کی وہ تفسیریں اور وہ تعبیریں جو خلافت اور امیر المومنین کے دور کی اسلامی مصلحتوں کی تعبیروں سے بھری پڑی ہیں۔ پھر آج تک شہنشاہوں کی مصلحتوں کو وقت کی اسلامی تعبیروں سے معمور ہیں۔ آج وہ عوام کی قوت کو خلافت کی قوت بتلانے میں قرآن ہی

کی تفسیر کو اسلامی بھلائی کے لیے نئے انداز میں پیش کر کے حقائق قرآنی کی تفسیر کا ایک عظیم فرض انجام دیں گی۔ اب اولوالامر ایک فرد نہ ہوگا جس کی اتباع فرض ہوگی بلکہ وہ قوم کی رائے عامہ کی قوت ہوگی جو عوام کے قلوب سے نکل کر ان کے دماغ سے ہو کر خود اس کے پاس جائے گی اور یہ حقیقت ہے کہ مسلم عوام اور مسلم خواص تھوڑے فرق کے ساتھ برابر برابر چلتے ہیں۔ پھر جب عوام کے نمائندے مل بیٹھیں گے۔ اور عمومی مصلحتوں کے لیے قانون کو ترتیب دیں گے۔ تو سوشل ازم کی تمام وہ چیزیں جن کو رائے عامہ پسند کرتی ہے قانونی طور پر خود بخود اسلامی معاشرہ میں داخل ہو جائیں گی اور سوشل ازم کی وہ تمام چیزیں جن کو اسلام سے ناواقف رائے عامہ پسند کرتی ہے اور اسلام ان کو ناپسند کرتا ہے، خود بخود نظروں سے اوجھل ہو جائیں گی۔ کیونکہ ابھی تک ہماری مسلم رائے عامہ کو اسلام کے خلاف کھل کھیلنے کا موقعہ نہیں ملا۔ اور قلوب کی گہرائیوں میں اسلام کی قدر و قیمت موجود ہے۔ جب اسلام کے ذریعے ان کو ہر قسم کے معاشی مفاد حاصل ہوں گے تو ان کا ایمان اور ان کا اسلام سلامت رہے گا اور اس وقت وہ اپنی تبدیلیوں کو اسلام کی طرف سے ایک نعمت سمجھ کر اسلام کی تعریفات سے رطب اللسان ہوں گے اور اسلام روشنی کا ایک مینار ہے۔ دریا کی لہریں ہمیشہ بدلتی رہتی ہیں۔ سیلاب اپنا رخ بدلتے رہتے ہیں لیکن روشنی کا مینار اپنی جگہ قائم رہتا ہے۔

سوشلزم بے دینی کا نمائندہ، حیوانی جذبات کا ترجمان، ایک غیر فطری طریق زندگی ہے۔ ممکن ہے کچھ وقت کے بعد سائنس کی ایجادات کی ترقی کی طرح بے دین دنیا کا مذہب سوشلزم کی بجائے کوئی اور ازم قرار پائے۔ چونکہ اسلام اپنی خداداد روشنی میں عوام کی اصلاح کے لیے قانون کی قوت کے استعمال کا حق ہمیشہ رکھتا ہے۔ اس لیے یہ زندہ مذہب زندگی کے ہر دور میں عوام کی اصلاح اپنی الہامی مصلحتوں کے نور کی تابانی میں کرتا رہے گا۔

بھول چوک اور کج روی فطرت کا ایک حصہ ہے۔ راہ پر آنا اور حقائق کی یاد بھی

فطرت کے پوشیدہ جوہر ہیں۔ اگر بعض لوگ بھول گئے اور نیک نیتی سے عوام کی معاشی بھلائی کو کیپٹل ازم کے مضبوط پنجے سے نجات دلانے کے لیے وہ اسلام کے سوا کسی اور ازم کی پناہ میں چلے گئے ہیں تو اسلام ان کی اس بھول چوک کو معاف کر کے اپنے مقدس دامن میں پناہ دینے کے لیے ہر وقت تیار ہے۔ بشرطیکہ وہ اسلام سے مدد طلب کریں اور اسلامی فطری قوانین کو عمل میں لانے کے لیے اپنا کردار ادا کریں۔ اسلام اپنی دانش، بسیرت اور اپنا اثر خاص رکھتا ہو۔ اسلام کو موجودہ مشکلات کے دور میں کامل رہنما کی حیثیت اور قوت بدستور حاصل ہے۔ عوام کو اس دورِ انقلاب میں وہ کبھی اجازت نہ دے گا کہ ان کی اسلامی حیثیت خطرے میں پڑے اور معاشی حیثیت پروان چڑھے۔ چودہ سو سال اسلام نے یہ گوارا کیا کہ معاشی حیثیت اگر خطرے میں پڑ جائے تو یہ اتنا دکھ نہیں جتنا اسلامی حیثیت خطرے میں پڑنے کا دکھ ہے۔ اس لیے اسلام بادشاہوں، وزیروں، امیروں کے ساتھ اپنی مخصوص ہدایات کو قائم رکھتے ہوئے آج تک نبھتا چلا آیا تھا۔

آج جب اسلام کو اپنی فطری گہری صلاحیتوں کے اجاگر کرنے کا موقع خود دنیا والوں نے دیا ہے جس موقع پر عوام کی معاشی اصلاح بھی اسلام کے ذریعے دنیا میں کسی مذہب وملت سے اور کسی بے دین تحریک کی اصلاحی خوبیوں سے کم نہ ہو۔ اور اسلام اپنے مخصوص نظریہ معاد کی حفاظت بھی پوری طرح کر سکے اور عوام وخواص کو اپنے دامن میں رکھ کر اپنے حکم سے اور کسر وانکسار کے عمل سے اپنی خداداد قوت کو قانون کا درجہ دے کر دین اور دنیا کی فلاح سارے عالم کو دکھلا سکے تو یہ اس آخری دور میں مسلمانوں کا عظیم کارنامہ ہوگا۔ اور یہ کارنامہ سرور دو عالم ﷺ کے حضور قوم کے ایک عظیم تجدیدی کارنامہ سے کم نہ ہوگا۔ افراد مجدد ہوتے چلے آئے ہیں۔ اس عمل سے ساری قوم کی روح مجددیت کا ثواب حاصل کرے گی اور یہ ہو دی دنیا و دنیا کی بھلائی۔ جس کی دعا ہمیشہ ہم مانگتے ہیں۔

ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الآخرۃ حسنۃ و قنا عذاب النار

صاحبزادہ ابرار احمد

تخلیق نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اور کائنات

روایت کرتے ہیں محمد ابن اسماعیل بن ابراہیم بن آذر بخاری حضرت امام جعفر صادقؓ سے اور وہ اپنے باپ حضرت امام محمد باقر سے اور وہ اپنے باپ امام زین العابدین سے اور انہوں نے روایت کی اپنے باپ حضرت امام حسینؓ سے اور انہوں نے سنا اپنے والد حضرت امیر المومنین کرم اللہ وجہہ سے۔ آپ نے فرمایا کہ ایک روز میں جناب رسول اللہ و کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ جابر ابن عبداللہ انصاریؓ نے آ کر رسول خدا سے عرض کیا یا رسول اللہ فداک ابی و امی، مجھے خبر دو کہ اول اللہ تعالیٰ نے کس چیز کو پیدا کیا۔ جناب رسالت مآب ﷺ نے فرمایا کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور پیدا کیا تھا۔ ہزار برس پہلے کہ ایک روز اس جہاں کا ہزار برس کے برابر ہے اس جہاں کے:

کما قال اللہ تعالیٰ و ان یوماً عند ربك كالف سنة مما تعدون۔

ترجمہ: ایک دن تمہارے رب کے نزدیک ہزار برس کے برابر ہے اس دنیا کے برسوں سے کہ جو تم گنتے ہو۔

میرا وہ نور قدرت الٰہی سے عظمت اور بزرگی الٰہی کا مشاہدہ کرتا اور تسبیح و طواف اور سجدہ الٰہی میں مصروف رہتا اور ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نور محمد مصطفیٰ ﷺ نے دوبارہ ہزار برس تک عالم تجری میں خدا کی عبادت کی۔ پھر حق تعالیٰ نے اس نور کو چار قسم کر کے ایک قسم سے عرش کو پیدا کیا۔ دوسری قسم سے قلم کو، تیسری سے بہشت کو۔ چوتھی قسم سے عالم ارواح اور ساری مخلوق کو تخلیق کیا اور ان چار مین سے چار قسم نکال کر تین قسموں سے عقل اور شرم و عشق پیدا کیا اور قسم اول سے عزیز و مکرم تر میرے تئیں پیدا کیا کہ میں رسول اس کا ہوں۔

لولاك لما خلقت الافلاك

''کہ تجھ کو اے محمد ﷺ اگر میں نہ پیدا کرتا تو ہرگز نہ پیدا کرتا میں آسمان و زمین اور ساری مخلوق کو۔''

اور موافق اس حدیث کے:

انا من نور الله و الخلق كلهم من نوری

ترجمہ: حضور نے فرمایا میں پیدا ہوا ہوں اللہ کے نور سے اور ساری مخلوق کو میرے نور سے پیدا کیا گیا۔

اس کے بعد رب العالمین کا حکم ہوا۔ قلم کو ساق عرش پر اول اس کلمہ کو لکھ:

لا اله الا الله محمد رسول الله

ترجمہ: نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ تعالیٰ کے اور محمد ﷺ خدا کے بھیجے ہوئے رسول ہیں۔

قلم نے چار سو برس میں لا الہ الا اللہ تک لکھا اور ایک روایت میں یوں ہے کہ قلم نے جو لا الہ الا اللہ تک لکھا تو عرض کیا یا رب العالمین تو بے ماخذ ہے تیرے نام کیساتھ یہ نام بزرگ کس کا ہے۔ پس جناب باری سے آواز آئی، یہ نام میرے حبیب برگزیدہ کا ہے تو لکھ محمد رسول اللہ۔ جب یہ حکم ہوا۔ ہیبت خطاب جل شانہ سے قلم کے منہ پر شگاف ہوا۔ تب قلم نے محمد رسول اللہ لکھا، تبھی سے قلم کا شگاف مسنون جاری ہوا۔ قیامت تک، اس کے بعد عرش کے اوپر اٹھارہ ہزار برج پیدا کیے اور ہر برج میں اٹھارہ ہزار ستون کھڑے کیے اور ہر ستون کے اوپر اٹھارہ ہزار کنگرے بنائے۔ ایک کنگرے سے دوسرے کنگر تک سات سو برس کی راہ ہے اور ہر کنگرے پر اٹھارہ ہزار قندیل ہیں۔ اور ہر ایک اتنا بڑا کہ سات طبق زمین و آسمان اور جو کچھ اس کے بیچ ہے اس میں اس طرح سماوے کہ جیسے ایک انگشتری بیچ میدان

کے ڈال رکھی ہے۔ اس کے بعد چار فرشتے پیدا کیے۔ ایک بصورت آدمی، دوسرا بصورت شیر، تیسرا بصورت گدھا اور چوتھا بصورت گائے کے ہے۔ پاؤں ان کے تحت الثریٰ میں پہنچے ہوئے اور مونڈھے ان کے نیچے عرش کے لگے ہوئے ہیں اور چلنے کے وقت جب قدم اٹھاویں ہ زایک قدم سات ہزار برس کی راہ میں جا پڑے۔

خدا کا حکم ہوا ان کو عرش اٹھانے کا تب ان چاروں نے زور کیا ہرگز عرش نہ اٹھا سکے۔ بعد اس کے جناب باری سے ارشاد ہوا کہ اے فرشتو! میں نے تم کو ہفت آسمان و زمین اور جو کچھ بیچ اس کے ہے، سب کا زور دیا۔ عرش کو اٹھاؤ، پھر انہوں نے زور کیا تو بھی نہ اٹھا سکے۔ عاجز ہو رہے۔ پھر جناب باری سے ارشاد ہوا کہ یہ تسبیح پڑھ کر اٹھاؤ۔

سبحٰن ذی الملك والملكوت سبحان ذی العزة والعظمة و الهيبة وا لقدرة والكمال و الجلال وا لكبرياء و الجبروت سبحان الملك الحی الذی لاینام و لایموت سبوح قدوسٌ ربنا و رب الملائكة و الروح۔

ترجمہ: میں تسبیح پڑھتا ہوں س کی جو بادشاہ اور عالم مالکوت کا صاحب ہے۔ میں تسبیح پڑھتا ہو اس کی جو صاحب عزت اور صاحب عظمت اور ذیشان ہے اور قدرت وکمال اور جلال اور بزرگی اور بڑائی کے لائق ہے۔ میں تسبیح پڑھتا ہوں اس بادشاہ زندے کی جو نہیں سوتا اور نہیں مرتا وہ طاہر اور بہت پاک ہے۔ ہمارا پروردگار اور فرشتوں اور ارواحوں کا پروردگار ہے۔

جب انہوں نے یہ تسبیح پڑھی، خدا کی قدرت سے عرش کو اٹھا لیا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ عبداللہ ابن عباسؓ سے کہ جب ان چار فرشتوں نے یہ تسبیح پڑھی:

سبحان الله والحمد للهولا اله الا الله والله اكبر ولاحول ولاقوة الا بالله العلی العظیم۔

ترجمہ: میں تسبیح پڑھتا ہوں اور حمد کرتا ہوں واسطے اللہ تعالیٰ کے اور نہیں کوئی معبود سوائے خدا کے۔ اور اللہ تعالیٰ بہت بڑا ہے اور نہیں ہے توانائی اور قدرت کسی کو سوائے اللہ کے جو بڑا بزرگ ہے۔ اور روایت کی گئی ہے کہ اس تسبیح سے بہشت اور فرشتوں کو پیدا کیا تا کہ چاروں طرف عرش خدا کے تسبیح پڑھیں۔ اور طواف کریں اور مومن بندوں کے لیے آمرزش اور معافی چاہیں۔

قولہ تعالیٰ: الذین یحملون العرش و من حولہ یسبحون بحمد ربھم و یومنون بہ و یستغفرون للذین اٰمنوا ربنا وسعت کل شی رحمۃ و علما فاغفرللذین تابوا اتبعوا سبیلک و قھم عذاب الجحیم۔

ترجمہ: ''جو کہ اٹھا رہے ہیں عرش کو اور جو اس کے گرد ہیں اپنے رب کی پاکی اور خوبیوں کو بیان کرتے ہیں اور اس پر یقین رکھتے ہیں اور گناہ بخشواتے ہیں، ایمان والوں کے، اے رب ہمارے ہر چیز سمائی ہے تیری، مہر اور علم میں سو تو معاف کر ان کو جو توبہ کریں اور چلیں تیری راہ پر بچا ان کو آگ کے صدموں سے''

اور بعد اس کے عرش کے نیچے ایک مروارید پیدا ہوا، اس سے اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ تیار کیا۔ بلندی اس کی سات سو برس کی، راہ چوڑائی اس کی تین سو برس کی راہ ہے اور چاروں طرف یاقوت سرخ جڑا ہوا اور حکم ہوا قلم کو:

اکتب علمی فی خلقی و ماھوا کائن الی یوم القیامۃ

ترجمہ: لکھ میرا علم موجودات میں اور جتنی چیزیں کہ ذرہ ذرہ بیچ موجودات کے ہونے والی ہیں قیامت تک، پہلے لوح محفوظ پر یہ لکھا گیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ انا اللہ لا الہ لا انا من استسلم بقضائی و

یصبرو علیٰ بلائی و یشکر علیٰ نعمائی کتبة و بعثته مع الصادقین یقینا و من لم یصبر علیٰ بلائی ولم یشکر علیٰ نعمائی فلیطلب ربا سوائی و یخرج من سمائی۔

ترجمہ: شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے، میں ہوں پروردگار سب کا، نہیں کوئی معبود مگر میں ہی جو راضی ہے میری قضا پر اور صابر ہے میری بلاؤں پر اور شاکر ہے میری نعمتوں پر، جو میں نے مقدر کی ہیں۔ پس شامل کروں گا میں اس کو صدیقوں میں اور جو راضی نہ ہو میری قضا پر اور جو راضی نہ ہو میری قجا پر اور صابر نہ ہوں بلاؤں پر اور شاکر نہ ہو نعمتوں پر لازم ہے اسے کہ طلب کرے رب کو سوا میرے نکل جاوے تحت سما سے۔ میرے بعد لکھنے کے لوح محفوظ خود بخود جنبش میں آیا اور کہا کہ مثل میرے ہستی میں کوئی نہیں اس واسطے کہ علم خدا کا مجھ پر لکھا گیا۔ پس جناب باری تعالیٰ کی طرف سے یہ آواز آئی۔

یمحوا اللہ ما یشآ ویثبت و عندہ ام الکتاب

ترجمہ: مٹاتا ہے اللہ اور ثابت رکھتا ہے جس بات کو چاہتا ہے اور اسی کے پاس ہے اصل کتاب۔

خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر چاہوں مٹادوں یا رکھوں اور اسی کے پاس ام لکتاب ہے اور عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو چیز مقدر کی ہیں ہرگز ان میں تغیر و تبدل نہیں ہوگا۔ مگر چار چیزیں، رزق، موت، سعادت، شقاوت اور پھر اس مروارید کو حکم ہوا۔ اے مروریدپھیل جا:

کما قال اللہ تعالیٰ وسع کرسیة السمٰوات والارض

ترجمہ: جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کشادہ ہوئی کرسی اس کی برابر ساتوں آسمانوں

اورزمینوں کے۔

اور نام اس کا کرسی ہوا پھراسی وقت نیچے کرسی کے ایک دانہ یاقوت کا پیدا ہوا، بعضوں نے کہا کہ وہ مروارید کا تھا۔ بلندی اس کی پانچ سو برس کی راہ ہے اور چوڑائی بھی اسی قدر تھی۔ جب اس کی طرف دیکھا عزوجل شانہ نے ہیبت سے وہ خود پانی ہوگیا اور بعد اس کے، صبانور جنوب شمال ان چار باد کو پیدا کر کے حکم دیا کہ تم ہر چار گوشہ پر اس پانی کے موج مار کر کف نکالوں اور ویسا ہی کیا بعدہ قدرت الہٰی سے آگ دھواں دھار پیدا ہوکر اس پانی پر گیا وراس سے دھواں نکل کر درمیان کرسی اور پانی کے ہوا پر معلق ہورہا اور اسی دھوئیں کو حق تعالیٰ نے سات پارہ کر کے ایک پارہ سے پانی ایک پارہ سے تانبہ، ایک پارہ سے لوہا، ایک پارہ سے چاندی، ایک پارہ سے مروارید اور ایک پارہ سے یاقوت سرخ پیدا کیا اور اس پانی سے آسمان اول اور ایک پارہ سے تانبے کا دوسرا آسمان اور ایک پارہ سے لوہے کا تیسرا آسمان اور ایک پارہ سے چاندی کا چوتھا آسمان اور ایک پارہ سے سونے کا پانچواں آسمان اور ایک پارہ مروارید سے چھٹا آسمان اور ایک پارہ یاقوت سرخ سے ساتواں آسمان بنایا اور فاصلہ ہر آسمان کا ایک دوسرے سے پانچ سو برس کی راہ ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے قدرت کاملہ سے اس کف آب سے پشتہ خاک سرخ پیدا کیا۔ اسی جگہ پر کہ جہاں اب خانہ کعبہ ہے اور جبرائیل، میکائل، اسرافیل، عزرائیل کو حکم ہوا کہ چار گوشہ اس پشتہ خاک کے پھیلا دو، انہوں نے ویسا ہی کیا اور یہ زمین اس پشتہ خاک سے پیدا ہوئی۔

قولہ تعالیٰ خلق الارض فی یومین

ترجمہ: بنایا اللہ تعالیٰ نے زمین کو دو دن میں

اور روایت ہے، عبداللہ بن سلامؓ سے کہ وہ ایک روز احوال زمین کے دریافت کرنے کے واسطے جناب رسول خدا ﷺ کے پاس آئے اور پوچھا یارسول اللہ۔ اللہ تعالیٰ

نے اس زمین کو کس چیز سے بنایا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ کف آب سے۔ پھر پوچھا کہ وہ کف آب کس سے پیدا ہوا تو فرمایا پانی کی موج سے، پھر پوچھا موج کس سے نکلی، فرمایا پانی سے، پوچھا وہ پانی کس سے نکلا ہے، فرمایا ایک دانہ مروارید سے، کہا مروارید کس سے ہے فرمایا تاریکی سے۔ کہا صدقت یا رسول اللہ ﷺ۔ پھر فرمایا یا رسول اللہ زمین کو قرار کس سے ہے، فرمایا کوہ قاف سے، کہا کوہ قاف کس سے بنا ہے، فرمایا زمرد سبز سے اور آسمان کی سبزی اس کے پرتو سے۔ کہا یا رسول اللہ اور بلندی کوہ قاف کی کس قدر ہے، فرمایا پانچ سو برس کی راہ اور گرداگرد اس کے کس قدر ہے، فرمایا دو ہزار برس کی راہ ہے اور اس پار کوہ قاف کے کیا چیز ہے، فرمایا سات زمینیں ہیں چاندی کی اور بعد میں اس کے کیا ہے، فرمایا ستر ہزار علم ہیں اور نیچے ہر علم کے ستر ہزار فرشتے ہیں کہ آدم ان کی تسبیح سے پیدا ہوئے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ کہا صدقت یا رسول اللہ اور اس طرف کیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایک اژدھا درازی، اس کی دو ہزار برس کی راہ ہے اور یہ سارے عالم اس کے حلقہ میں ہیں۔ کہا صدقت یا رسول اللہ ساتویں زمین پر کون ہے، فرمایا فرشتے سب اور چھٹی زمین پر شیطان اور فرزندان شیطان اور پانچویں زمین پر وہ سب اور چوتھی پر سانپ اور تیسری پر جانوران گزند اور دوسری زمین پر پریاں و آسیب اور پہلی زمین پر سب آدمی۔ کہا صدقت یا رسول اللہ اور نیچے ساتویں زمین کے کیا چیز ہے، ایک گائے ہے ایسی کہ اس کے چار ہزار سینگ ہیں۔ اور اس کے ایک سینگ سے دوسرے سینگ کا فاصلہ پانچ سو برس کی راہ ہے اور یہ سات طبق زمین اس کے دو سینگوں کے درمیان ہیں۔ پھر پوچھا کہ وہ گائے کس پر کھڑی ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا ایک مچھلی کے مہرہ پشت پر اور وہ مچھلی پانی پر ہے اور عمق اور گہرائی اس پانی کی چالیس برس کی راہ ہے اور وہ پانی ہوا پر ہے اور ہوا تاریکی دوزخ پر اور دوزخ ایک سنگ آسمان پر اور وہ سنگ آسمان سر پر ایک فرشتے کے اور وہ تاریکی پر اور وہ ہوا

پر کھڑا ہے اور ہوا قدرت خدا سے معلق اور قدرت اس کی بے پایاں ہے اور ذات وصفات اس کی منزہ ہے نقصان اور زوال سے۔ کہا سچ ہے یا رسول اللہ۔

اور روایت کی عبداللہ بن عباسؓ نے کہ ہر آسمان پر حق تعالیٰ نے ایک نور پیدا کیا ہے۔ اس نور سے بے شمار فرشتے پیدا ہوئے ہیں اور حکم ان پر تسبیح وتہلیل اور تقدیس وتعظیم کرنے کا ہے اگر اس سے ایک لحظہ غافل رہیں تو فی الفور تجلی سے خدائے جل شانہ کے جل بھن کر خاک ہو جاویں اور ان میں بعض کی شکل گائے کی ہے اور بعض کی صورت سانپ کی اور بعض کی شکل گدھا کی اور بعض کا نصف بند اوپر کا برف اور آدھا نیچے کا آگ ہے اور یہ سب کے سب جیتے ہیں، اپنے رب کی تسبیح پڑھتے ہیں۔

سبحان من الف بين الثلج و النار

میں تسبیح پڑھتا ہوں اس خدا کی جس نے ہمیں ترکیب دی ہے برف اور آگ سے۔

نہ برف آگ کو بجھا سکتی ہے اور نہ آگ برف کو پگھلا سکتی ہے اور یہ سب کے سب کوئی قیام میں ہیں، کوئی رکوع میں، کوئی سجود میں اور کوئی قعود میں قیامت تک اور قیامت کے دن سب کوئی عذر خواہی کریں گے اور پھر کہیں گے

سبحانك ما عبدناك حق عبادتك

ترجمہ: اے پرودگار ہمارے ہم نے نہیں پرستش کی تیری جو تیری پرستش کا حق ہے۔

اور بعد اس کے خالق نے یہ سات دن پیدا کر کے روز یک شنبہ کو حاملان عرش کو بنایا اور دوشنبہ کو سات طبق آسمان اور سہ شنبہ کو سات طبق زمین اور چہار شنبہ کو حاملان عرش کو بنایا اور دوشنبہ کو سات طبق زمین اور چہار شنبہ کو تاریکی پنج شنبہ کو منفعت زمین اور جو اس میں ہے اور جمعہ کے دن آفتاب اور مہتاب اور سب ستاروں کو اور ساتویں آسمان کو حرکت میں لایا اور ساتویں روز تمام جہاں سے فراغت کی۔

كما قال الله تعالىٰ خلق السمٰوات والارض و ما بينهما في ستته ايام

ترجمہ: جیسا کہ حق تعالیٰ اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمینوں کو اور جو بیچ اس کے ہے، چھ دن میں پیدا کیا اور ایسا بڑا وہ دن ہے، بمصداق اس آیت کی وان یوما عند ربک کالف سنتہ مما تعدون ایک دن تمہارے رب کے یہاں یہزار برس کے برابر ہے اس دنیا کے برسوں سے کہ جو تم گنتے ہو یعنی ہزار برس کا کام ایک دن میں کرسکتا ہے۔

پس جان لو اللہ تعالیٰ میں قدرت ہے کہ ان چند میں ہزار مخلوقات کو ایک طرفتہ العین میں پیدا کرسکتا ہے مگر اللہ تعالیٰ نے حکمت کاملہ سے اپنے بندوں کو سمجھایا ہے کہ وہ اپنے کاموں میں تعجیل نہ کریں اور صبر کریں۔ بمصداق اس کے الصبر مفتاح الفرح یعنی صبر کنجی ہے کشادگی کی، اور بعد اس کے تحت الثریٰ پیدا کیا اور تحت الثریٰ نام ہے زمین گل تر کا اور عبداللہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ثریٰ ایک سبز پتھر کا نام ہے اور نیچے ثریٰ کے دوزخ کو بنایا اس میں ایک سردار کہ اس کو مالک کہتے اور دوزخ اس کے تابع ہیں اور انیس فرشتے ہیں داہنے طرف ہر فرشتے کے ستر ہزار ہاتھ ہیں اور بائیں طرف ستر ہزار ہاتھ اور ہر ہاتھ میں ستر ہزار ہتھیلی اور ہر ہتھیلی پر ستر ہزار انگلیاں اور ہر انگلی پر ایک ایک اژدھا قائم ہے اور ہر ایک اژدھے کے سر پر ایک ایک سانپ درازی اس کی ستر ہزار برس کی راہ ہے اور ہر سانپ کے سر پر ایک بچھو اگر دوزخیوں کو ایک نیش مارے تو ستر ہزار برس تک درد سے اس کی لوٹیں اور فریاد وزاری کریں اور بائیں ہاتھ کی انگلیوں پر ایک ایک ستون آتش کا ہے۔ اگر ایک ستون اس کا حشر کے میدان میں ڈالا جائے اور تمامی مخلوقات جن وانس اسے ہلانا چاہئیں تو ہرگز جگہ سے نہ ہلا سکیں اور ان فرشتوں کو حکم ہوا کہ تم دوزخ کے اندر جاؤ۔ انہوں نے عرض کیا

خدایا ہم بخوف آتش دوزخ میں نہیں جاسکتے۔تب رب العالمین کا حکم ہوا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ایک کاتم بہشت سے لاکر پیشانی پر ان کی مہر ثابت کر دیا وراس خاتم پر یہ کلمہ لکھا ہوا تھا۔لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ تا کہ آتش دوزخ ان پر اثر نہ رکے،تب وہ انیس فرشتے برکت سے اس کلمہ کی ایک مرتبہ دوزخ کے اندر داخل ہوئے۔اس زمانے سے قیامت تک دوزخ کے اندر رہیں گے اور جو مومن داغ محمد ﷺ پیشانی اور دل میں رکھے گا، بمصداق اس کے اولٰئک فی قلوبہم الایمان، ترجمہ: وہ لوگ کہ لکھا گیا دلوں میں ان کے ایمان تو ہرگز الم آتش دوزخ ان کو نہ پہنچے گا اور دوزخ کے سات دروازے ہیں۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرمایا ہے:

لها سبعة ابواب لكل باب منهم جزء مقسوم۔

ترجمہ: دوزخ کے سات دروازے ہیں، ہر دروازے کے لیے ان میں سے ایک فرقہ بٹ رہا ہے۔

طبق اول جحیم اور دوسرا جہنم اور تیسرا سقر، چوتھا سعیر، پانچواں لظیٰ، چھٹا ہاویہ، ساتواں حطمہ اور مروی ہے کہ ایک دن جبرائیل علیہ السلام یہ آیت رسول خدا کے پاس لائے۔

قلہ تعالیٰ فخلف من بعد ھم خلف اضاعوا الصلوٰۃ و اتبعوا الشھوات فسوف یلقون غیا۔

ترجمہ: پھر ان کی جگہ آئے ناخلف کہ انہوں نے قضاء کی نماز اور پیچھے پڑے مزوں کے آگے ملے گی انہیں گمراہی اور اسی وقت ایک زلزلہ زمین اور پہاڑوں پر آیا اور اس کے ساتھ ایک آواز آئی کہ رنگ چہرہ مبارک کا متغیرہ ہوا۔

آنحضرت ﷺ نے جبرائیل سے پوچھا کہ یہ آواز کس چیز کی ہے اور کہاں سے آئی،

انہوں نے کہا یا رسول اللہ سات ہزار برس کے آگے سے آدم علیہ السلام کے ایک پتھر ستر ہزار من کا کنارے پر دوزخ کے پڑا ہوا تھا، وہ پتھر پندرہ ہزار برس سے نیچے کی طرف چلا جاتا تھا۔ ابھی قعر حطمہ میں جا پہنچا یہ آواز اسی کی تھی۔ حضرت نے پوچھا وہ جگہ کس کی ہے، وہ بولے منافقوں کی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار

ترجمہ: منافق ہیں سب سے نیچے درجے میں آگ کے۔

اور چھٹے درجہ میں دوزخ کے مشرکین رہیں گے اور پانچویں درجہ میں بت پرست اور چوتھے درجہ میں مے نوش اور تیسرے درجے میں ترسا اور دوسرے درجے میں جہود اور اول درجے میں عاصیان امت تمہاری کے رہیں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ان الذین اٰمنوا والذین ھادوا والصابئین والنصریٰ والمجوس والذین اشرکوا

ترجمہ: ''جو لوگ کہ مسلمان ہیں گنہگار، اور جو یہودی اور صابی جو کہ بت پرستوں سے ایک فرقہ ہے اور نصاریٰ اور مجوس اور جو شرک کرتے ہیں۔''

یہ چھ گروہ دوزخ میں رہیں گے اور دوزخ کے ایک دروازے سے دوسرے دروازے تک ستر برس کی راہ ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ قدرت الٰہی سے جب ہزار برس آتش دوزخ دہکائی گئی تو سرخ ہوئی، پھر ہزار برس دھونکی گئی تو سفید ہوئی۔ پھر ہزار برس سلگائی گئی تو سیاہ ہوئی۔ قیامت تک ویسی ہی سیاہ رہے گی جیسا اندھیری رات ہے اور ایک پارچہ سنگ کہ جس کی چوڑائی پانچ سو برس کی راہ ہے۔ دوزخ کے اوپر رکھا گیا ہے اور وہ قیامت تک رہے گا اور دوزخ کے نیچے ایک پتھر ہے اس کے نیچے ایک فرشتہ، مچھر کی پشت پر کھڑا ہے اور اس کے نیچے مچھلی ایسی بڑی ہے کہ دم اس کی عرش سے لگی ہوئی ہے اور گائے

فردوس اعلیٰ کی ستر ہزار سینگ اس کے ہیں، زمین میں سخت گڑی ہوئی، اس مچھلی کے پیٹ پر کھڑی ہے اور گائے نے ارادہ کیا کہ جنبش کرے۔ خدا تعالیٰ نے ایک مچھر کو پیدا کر کے اس کے سامنے رکھا اور مچھر نے اس کی ناک میں کاٹا اور اس گائے نے درد سے لغزش کی، بعدہ مستقل ہوئی۔ اب تک وہ مچھر اس کی ناک میں ہے۔ قیامت تک وہ گائے اس کے خوف کے مارے نہیں ہل سکتی۔ اگر وہ لغزش کرے تو سارا عالم زیروزبر ہو جائے اور شرح اس کی عبداللہ بن سلام کے قصہ میں لکھی ہوئی ہے اور بعد اس کے اللہ تعالیٰ نے رنگ کو پیدا کر کے ہوا کو حکم کیا تو ایک حصہ اس کا زمین پر اور ایک حصہ کو زیر زمین لے گئی، پیچھے اس کے آتش بے دود پیدا کر کے اس سے قوم جنات کو پیدا کیا جیسا کہ جناب الٰہی نے فرمایا ہے:

والجان خلقنه من قبل من نار السموم۔

ترجمہ: اور جنات کو بنایا ہم نے۔ آگ کی لو سے اور جنات سے جہاں بھر گیا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ایک پیغمبر بھیجا، نام ان کا یوسف تھا کہ ان کو شریعت بتلا دے اور اللہ تعالیٰ کی طرف ہدایت کرے انہوں نے ان کو نہ مانا اور مار ڈالا اور زمین پر ظلم وفساد کرنے لگے۔ تب حق تعالیٰ نے عزرائیل کو فرشتوں کے ساتھ بھیجا، انہوں نے سب کو مار کر جہان خالی کیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

☆ اٹھو، جاگو اور جب تک منزل نہ پالو چین سے نہ بیٹھو۔

☆ دنیا میں محنت ومشقت کا کوئی نعم البدل نہیں۔

☆ جو چیز خریدی نہ جارہی ہو اسے فروخت مت کرو۔

☆ مسکراہٹ روح کا دروازہ کھول دیتی ہے۔

☆ اپنے ہمسائے کا حق ہمیشہ یاد رکھو۔

حضرت اعلیٰ غلام مرتضیٰ بیر بلویؒ

دھوکہ دینے والے سے لاتعلقی کا اعلان

عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ ﷺ من غشنا فلیس منا

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے ہمیں دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں۔

راوی: حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کے بارے میں مروی ہے کہ وہ اپنے والد ماجد حضرت عمر بن خطابؓ کے ساتھ مکہ میں بچپن میں اسلام لائے اور وہ اہل علم ورع میں سے تھے۔ حتیٰ کہ انہوں نے ایک ہزار غلام آزاد کیے۔ انہوں نے نبی ﷺ سے دو ہزار چھ سو تیس (۲۶۳۰) احادیث روایت کی ہیں۔ صحیحین میں ان کی دو سو اٹھاسی (۲۸۸) احادیث مروی ہیں۔ جن میں سے مسلم نے اکتیس (۳۱) اور بخاری نے (۸۰) احادیث الگ الگ تخریج کی ہیں۔

تشریح

حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ من غشنا سے مراد یہ ہے کہ من لم یردخیر النا (یعنی جس نے ہمارے لیے بھلائی نہ چاہی) فلیس منا (وہ ہم میں سے نہیں) یعنی اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں)۔ یہ ارشاد نبی اکرم ﷺ نے اس وقت فرمایا جب آپ غلہ کے ڈھیر کے پاس سے گزرے اور اس میں اپنا دست، اقدس ڈالا تو آپ کی انگلیاں تر ہو گئیں۔ فرمایا: اے غلہ والے! یہ کیا ہے؟ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس پر آسمان (یعنی بارش) کا پانی پڑ گیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم نے اسے (یعنی بارش زدہ غلہ) اوپر کیوں نہیں رکھا تاکہ لوگ اسے دیکھ سکیں۔

صاحبزادہ ابرار احمد

امر بالمعروف، نہی عن المنکر کی فضیلتیں

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسے لوگ نہ بتلاؤں جو نہ نبی ہوں گے اور نہ شہید، لیکن ان کو اللہ کے ہاں اتنا اونچا مقام ملے گا کہ قیامت کے دن نبی اور شہید بھی انہیں دیکھ کر خوش ہوں گے اور وہ نور کے خاص منبروں پر ہوں گے اور پہچانے جائیں گے۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا: یارسول اللہ ﷺ وہ کون لوگ ہیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے بندوں کو اللہ کا محبوب بناتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو اس کے بندوں کا محبوب بناتے ہیں اور لوگوں کے خیر خواہ بن کر زمین پر پھرتے ہیں۔ میں نے عرض کی۔ یہ بات تو سمجھ میں آتی ہے کہ وہ اللہ کو اس کے بندوں کا محبوب بنائیں، لیکن یہ سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ وہ اللہ کے بندوں کو اللہ کا محبوب کیسے بنائیں گے۔

آپ ﷺ نے فرمایا، یہ لوگ اللہ کے بندوں کو ان کاموں کا حکم دیں گے جو کام اللہ کو محبوب اور پسند ہیں اور ان کاموں سے روکیں گے جو اللہ کو پسند نہیں ہیں۔ وہ بندے جب ان کی بات مان کر اللہ کے پسندیدہ کام کرنے لگ جائیں گے تو یہ بندے اللہ کے محبوب بن جائیں گے۔

حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ وامر بالمعروف اور نہی عن المنکر، نیک لوگوں کے اعمال کے سردار ہیں، ان دونوں کو کب چھوڑ دیا جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں وہ خرابیاں پیدا ہو جائیں گی جو بنی اسرائیل میں پیدا ہوئی تھیں۔

میں نے پوچھا: یارسول اللہ ﷺ بنی اسرائیل میں کیا خرابیاں پیدا ہوگئی تھیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تمہارے نیک لوگ دنیا کی وجہ سے فاجر لوگوں کے سامنے دینی معاملات میں نرمی برتنے لگیں اور دینی علم بدترین لوگوں میں آجائے اور بادشاہت چھوٹوں کے ہاتھ لگ جائے تو پھر اس وقت تم زبردست فتنہ میں مبتلا ہوجاؤ گے۔ تم فتنوں کی طرف چلو گے اور فتنے بار بار تمہاری طرف آئیں گے۔

حضرت معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تم اپنے رب کی طرف سے ایک واضح راستہ پر رہو گے جب تک تم میں دو نشے ظاہر نہ ہوجائیں۔ ایک جہالت کا نشہ، دوسرا زندگی کی محبت کا نشہ۔

اور تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو گے اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرتے رہو گے، لیکن جب دنیا کی محبت تم میں ظاہر ہوجائے گی تو پھر تم امر المعروف اور نہی عن المنکر نہیں کرسکو گے اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد نہ کرسکو گے، اس زمانے میں قرآن اور حدیث کو بیان کرنے والے ان مہاجرین اور انصار کی طرح ہوں گے جو شروع میں اسلام لائے تھے۔

نظر بد دور کرنے کا وظیفہ

حضرت جبریل علیہ السلام نے نظر بد دور کرنے کا ایک خاص وظیفہ حضور اکرم ﷺ کو سکھایا اور فرمایا کہ حضرت حسن و حسینؓ پر پڑھ کر دم کیا کرو۔ ابن عساکر میں ہے کہ جبریل علیہ السلام حضور ﷺ کے پاس تشریف لائے۔ آپ ﷺ اس وقت غمزدہ تھے۔ سبب پوچھا تو فرمایا حسن اور حسینؓ کو نظر لگ گئی ہے۔ فرمایا یہ سچائی کے قابل چیز ہے، نظر واقعی لگتی ہے۔ آپ ﷺ نے یہ کلمات پڑھ کر انہیں پناہ میں کیوں نہ دیا؟ حضور ﷺ نے پوچھا وہ کلمات کیا ہیں؟ فرمایا یوں کہیں:

(اللھم ذالسطلٰن العظیم والمنّ القدیم ذالوجہ الکریم ولی الکلمٰت التامات و لدعوات المستجابات عاف الحسن و الحسین من انفس الجن و اعین الانس)

حضور ﷺ نے یہ دعا پڑھی، وہیں دونوں بچے اٹھ کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ کے سامنے کھیلنے کودنے لگے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: لوگو! اپنی جانوں کو، اپنی بیویوں کو اور اپنی اولاد کو اسی پناہ کے ساتھ پناہ دیا کرو، اس جیسی اور کوئی پناہ کی دعا نہیں۔

☆ محبت اور عداوت کبھی پوشیدہ نہیں رہتی۔
☆ جب تک کسی سے بات چیت نہ ہو اسے حقیر نہ سمجھو۔
☆ دو بھوکے بھیڑیے جو بکریوں میں چھوڑ دیئے جائیں وہ اس قدر فساد برپا نہیں کرتے جس قدر انسان کی دولت اور مرتبہ کی حرص اس کے دین میں فساد ڈالتے ہیں۔
☆ اللہ تمہارے جسموں اور مالوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتا ہے۔
☆ جب تمہیں کسی نیکی سے خوشی اور گناہ سے تکلیف ہو تو یہ تمہارے ایمان کی نشانی ہے۔
☆ اللہ کی مخلوق سے صرف اللہ کے لیے محبت کرو۔
☆ دوزخ میں پہنچانے والا کام جھوٹ بولنا ہے۔
☆ مکر کے ساتھ اپنا جھوٹ بچانا دوسرا قصور ہے۔
☆ انسان صوم وصلوٰۃ سے نہیں بلکہ معاملات سے پہچانا جاتا ہے۔
☆ اس شخص سے بچو جو تم کو تم سے بڑا کہے۔

صاحبزادہ ابرار احمد

حضرت ابو محمد امام جعفر صادق کے حالات و مناقب

تعارف:

آپ کا نام نامی جعفر صادق اور کنیت ابو محمد ہے۔ آپ کے مناقب اور کرامتوں کے متعلق جو کچھ بھی تحریر کیا جائے بہت کم ہے۔ آپ امت محمدی کے لیے صرف بادشاہ اور حجت نبوی کے لیے روشن دلیل ہی نہیں بلکہ صدق و تحقیق پر عمل پیرا۔ اولیاء کرام کے باغ کا پھل، آل علی، نبیوں کے سردار کے جگر گوشہ اور صحیح معنوں میں وارث نبی بھی ہیں اور آپ کی عظمت وشان کے اعتبار سے ان خطابات کو کسی طرح بھی نامناسب نہیں کہا جا سکتا اور یہ بات ہم پہلے ہی عرض کر چکے ہیں کہ انبیاء و صحابہ اور اہل بیت کے حالات اگر تفصیل کے ساتھ لکھے جائیں تو اس کے لیے الگ ایک ضخیم کتاب کی ضرورت ہے۔ اسی لیے ہم اپنی تصنیف میں حصول برکت کے لیے صرف ان اولیاء کرام کے حالات و مناقب بیان کر رہے ہیں جو اہل بیت کے بعد ہوئے اور ان میں سب سے پہلے حضرت امام جعفر صادق کے حالات سے شروع کر رہے ہیں۔

حالات:

آپ کا درجہ صحابہ کرام کے بعد ہی آتا ہے لیکن اہل بیت میں شامل ہونے کی وجہ سے نہ صرف باب طریقت ہی میں آپ سے ارشادات منقول ہیں، بلکہ بہت سی روائتیں بھی مروی ہیں۔ اور انہیں کثیر ارشادات میں سے بعض چیزیں بطور سعادت ہم یہاں بیان کر رہے ہیں اور جو لوگ آپ کے طریقہ پر عمل پیرا ہیں وہ بارہ اماموں کے مسلک پر گامزن

ہیں۔ کیونکہ آپ کا مسلک بارہ اماموں کے طریقت کا قائم مقام ہے اور اگر تنہا آپ ہی کے حالات و مناقب بیان کر دیے جائیں تو بارہ اماموں کے مناقب کا ذکر تصور کیا جائے گا۔ آپ نہ صرف مجموعہ کمالات و پیشوائے طریقت کے مشائخ ہیں بلکہ ارباب ذوق اور عاشقان طریقت اور زہدان عالی مقام کے مقتدا بھی ہیں۔ نیز آپ نے اپنی بہت سی تصانیف میں راز ہائے طریقت کو بڑے اچھے پیرائے میں واضح فرمایا ہے اور حضرت امام باقر کے بھی کثیر مناقب روایت کیے ہیں۔

غلط فہمی کا ازالہ:

مصنف فرماتے ہیں کہ مجھے ان کم فہم لوگوں پر حیرت ہوتی ہے جن کا عقیدہ یہ ہے کہ اہل سنت نعوذ باللہ اہل بیت سے دشمنی رکھتے ہیں جبکہ صحیح معنوں میں اہل سنت ہی اہل بیت سے محبت رکھنے والوں میں شمار ہوتے ہیں۔ اس لیے ان کے عقائد ہی میں یہ شے داخل ہے کہ رسول خدا پر ایمان لانے کے بعد ان کی اولاد سے محبت کرنا لازم ہے۔

امام شافعی پر رافضیت کا الزام:

کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ اہل بیت ہی کی محبت کی وجہ سے حضرت امام شافعی کو رافضی کا خطاب دے کر قید کر دیا گیا جس کے متعلق امام صاحب خود اپنے ہی ایک شعر میں اشارہ فرماتے ہیں کہ اگر اہل بیت سے محبت کا نام رفض ہے تو پھر پورے عالم کو میرے رافضی ہونے پر گواہ رہنا چاہیے اور اگر بالفرض اہل بیت اور صحابہ کرام سے محبت کرنا ارکان ایمان میں داخل نہ بھی ہو تب بھی ان سے محبت کرنیا وران کے حالات سے باخبر رہنے میں کیا خرج واقع ہوتا ہے۔ اسی لیے ہر اہل ایمان کے لیے ضروری ہے کہ جس طرح وہ حضور اکرم ﷺ کے مراتب سے آگاہی حاصل کرتا ہے اسی طرح خلفائے راشدین و دیگر صحابہ

کرام اور اہل بیت کے مراتب کو بھی مراتب افضل خیال کرے۔

سنی کی تعریف:

صحیح معنوں میں اسی کو سنی کہا جاتا ہے جو حضور اکرم ﷺ سے رشتہ رکھنے والوں میں سے کسی کی فضیلت کا بھی منکر نہ ہو۔ ایک روایت ہے کہ کسی نے حضرت امام ابوحنیفہؒ سے دریافت کیا کہ نبی کریم ﷺ کے متعلقین میں سب سے زیادہ افضل کون ہے؟ فرمایا کہ بیٹیوں میں حضرت فاطمہؓ، بوڑھوں میں صدیق اکبرؓ و حضرت عمرؓ، اور جوانوں میں حضرت عثمانؓ و علیؓ اور ازواج مطہرات میں حضرت عائشہ صدیقہؓ۔

عظمت اولیاء کا اظہار:

خلیفہ منصور نے ایک شب اپنے بیٹوں کو حکم دیا کہ امام جعفر صادق کو میرے روبرو پیش کرو تا کہ میں ان کو قتل کردوں۔ وزیر نے عرض کیا کہ دنیا کو خیر باد کہہ کر جو شخص عزلت نشین ہو گیا ہو اس کو قتل کرنا قرین مصلحت نہیں۔ لیکن خلیفہ نے غضب ناک ہو کر کہا کہ میرے حکم کی تعمیل تم پر ضروری ہے چنانچہ مجبور جب وزیر امام جعفر صادق کو لینے چلا گیا تو منصور نے غلاموں کو ہدایت کردی کہ جس وقت میں اپنے سر سے تاج اتاروں تو تم فی الفور امام جعفر صادق کو قتل کر دینا لیکن جب آپ تشریف لائے تو آپ کے عظمت و جلال نے خلیفہ کو اس درجہ متاثر کیا کہ وہ بے قرار ہو کر آپ کے استقبال کے لیے کھڑا ہو گیا اور نہ صرف آپ کو صدر مقام پر بٹھایا بلکہ خود بھی مودبانہ آپ کے سامنے بیٹھ کر آپ کی حاجات اور ضروریات کے متعلق دریافت کرنے لگا۔ آپ نے فرمایا کہ میری سب سے اہم حاجت و ضرورت یہ ہے کہ آئندہ پھر کبھی مجھے دربار میں طلب نہ کیا جائے تا کہ میری عبادت و ریاضت میں خلل واقع نہ ہو۔ چنانچہ منصورہ نے وعدہ کر کے عزت اور احترام کے ساتھ آپ

کو رخصت کیا لیکن آپ کے دبدبے کا اس پر ایسا اثر ہوا کہ لرزہ براندام ہو کر مکمل تین شب و روز بے ہوش رہا۔ لیکن بعض روایات میں ہے کہ تین نمازوں کے قضا ہونے کی حد تک غشی طاری رہی۔ بہر حال خلیفہ کی یہ حالت دیکھ کر وزیر اور غلام حیران ہو گئے۔

اور جب خلیفہ سے اس کا حال دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ جس وقت امام جعفر صادق میرے پاس تشریف لائے تو ان کے ساتھ اتنا بڑا اژدھا تھا جو اپنے جبڑوں کے درمیان پورے چبوترے کو گھیرے میں لے سکتا تھا اور وہ اپنی زبان میں مجھ سے کہہ رہا تھا اگر تو نے ذرا سی گستاخی کی تو تجھ کو چبوترے سمیت نگل جاؤں گا۔ چنانچہ اس کی دہشت مجھ پر طاری ہوگئی اور میں نے آپ سے معافی طلب کر لی۔

نجات عمل پر موقوف ہے نسب پر نہیں:

ایک مرتبہ حضرت داؤد طائیؒ نے حاضر خدمت ہو کر امام جعفر صادقؒ سے عرض کیا کہ آپ چونکہ اہل بیت میں سے ہیں اس لیے مجھ کو کوئی نصیحت فرمائیں۔ لیکن آپ خاموش رہے اور جب دوبارہ داؤد طائی نے کہا کہ اہل بیت ہونے کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو فضیلت بخشی ہے اس لحاظ سے نصیحت کرنا آپ کے لیے ضروری ہے۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ مجھے یہی تو خوف لگا ہوا ہے کہ قیامت کے دن میرے جد اعلیٰ ہاتھ پکڑ کر یہ سوال نہ کر بیٹھیں کہ تو نے خود میرا اتباع کیوں نہیں کیا؟ کیونکہ نجات کا تعلق نسب سے نہیں بلکہ اعمال صالحہ پر موقوف ہے۔ یہ سن کر داؤد طائی کو بہت عبرت ہوئی اور اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ جب اہل بیت پر خوف کے غلبہ کا یہ عالم ہے تو میں کس گنتی میں آتا ہوں اور کس چیز پر فخر کر سکتا ہوں۔

نفاق سے نفرت:

جب آپ تارک دنیا ہوگئے تو حضرت ابوسفیان ثوریؒ نے حاضر خدمت ہو کر فرمایا کہ مخلوق آپ کے تارک الدنیا ہونے سے آپ کے فیوض عالیہ سے محروم ہوگئی ہے۔ آپ نے اس کے جواب میں شعریہ طور پر فرمایا:

ترجمہ: ''کسی جانے والے انسان کی طرح وفا بھی چلی گئی اور لوگ اپنے خیالات میں غرق رہ گئے۔ گو بظاہر ایک دوسرے کے ساتھ اظہار محبت و وفا کرتے ہیں لیکن ان کے قلوب بچھوؤں سے لبریز ہیں۔''

ظاہر مخلوق کے لیے اور باطن خالق کے لیے:

ایک دفعہ آپ کو بیش بہا لباس میں دیکھ کر کسی نے اعتراض کیا کہ اتنا قیمتی لباس اہل بیت کے لیے مناسب نہیں۔ تو آپ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی آستین پر پھیرا تو اس کو آپ کا لباس ٹاٹ سے بھی زیادہ کھردرا محسوس ہوا۔ اس وقت آپ نے فرمایا: ''یعنی مخلوق کی نگاہوں میں تو یہ عمدہ لباس ہے لیکن حق کے لیے یہی کھردرا ہے۔''

دانش مند کون ہے:

ایک مرتبہ آپ نے امام ابوحنیفہؒ سے سوال کیا کہ دانش مند کی کیا تعریف ہے؟ امام صاحب نے جواب دیا کہ جو بھلائی اور برائی میں امتیاز کر سکے۔ آپ نے کہا یہ امتیاز تو جانور بھی کر لیتے ہیں کیونکہ جو ان کی خدمت کرتا ہے ان کو ایذا نہیں پہنچاتے اور جو تکلیف دیتا ہے اس کو کاٹ کھاتے ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ نے پوچھا کہ پھر آپ کے نزدیک دانشمندی کی کیا علامت ہے؟ جواب دیا کہ جو دو بھلائیوں میں سے بہتر بھلائی کو اختیار کرے اور دو برائیوں میں سے مصلحتاً کم برائی پر عمل کرے۔

صاحبزادہ ابرار احمد

تیسرا مہینہ

ربیع الاوّل

ربیع الاول اسلامی سال کا تیسرا مہینہ ہے۔ یہ بڑا فضیلت و برکت والا مہینہ ہے۔ حضور سرور کائنات کی ولادت مبارکہ اسی ماہ میں ہوئی تھی۔ آپ ﷺ کا وصال مبارک بھی اسی مہینہ میں ہوا تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زوجہ مطہرہ ام المساکین حضرت زینب بنت خزیمہؓ کا وصال بھی ربیع الاول کے مہینہ میں ہی ہوا۔ آپ ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت جویریہ بنت حارثؓ نے اسی مہینہ میں وصال فرمایا۔

نبی کریم ﷺ کی ولادت اور ماہ ربیع الاول کی دیگر برکات:

محبوب رب العالمین شفیع المذنبین ﷺ کی آمد سے قبل اہل مکہ سخت قحط سالی میں مبتلاء تھے اور بڑی تنگی میں گرفتار تھے۔ جب سید العالمین ﷺ اپنی والدہ ماجدہ حضرت آمنہؓ کے شکم اقدس میں تشریف لائے تو اتنی بارش ہوئی کہ زمین سرسبز وشاداب ہوگئی۔ درختوں پر پتے اور پھل و پھول لگ گئے اور ہر جگہ فراخی وکشادگی کی فضا قائم ہوگئی۔ تو اہل عرب نے اس سال کا نام سنۃ الفتح والا بتہاج رکھا۔

حضرت آمنہ خاتونؓ فرماتی ہیں کہ جب میں حاملہ ہوئی تو ایک جماعت میرے پاس فرشتوں کی آئی اور کہا اے آمنہ! تو اس امت کے سردار سے حاملہ ہوچکی ہے۔

فرماتی ہے کہ مجھے اپنے حاملہ ہونے کی خبر تک نہ ہوئی۔ نہ ہی کسی قسم کی گرانی محسوس ہوئی جیسا کہ عام عورتوں کو بوجھ محسوس ہوتا ہے۔ صرف اتنی سی بات تھی کہ مجھ سے

حیض منقطع ہو چکا تھا۔ سرکارِ مدینہ ﷺ فرماتے ہیں کہ میری اماں جان نے خواب میں دیکھا کہ جو کچھ میرے شکم اقدس میں ہے، وہ نور ہے۔ اور نور کے پیٹ میں آنے سے بوجھ کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ رحمۃ اللعالمین ﷺ اپنی والدہ کے شکم اقدس میں پورے نو ماہ رہے۔ اس دوران آپ کی والدہ ماجدہ کو کسی قسم کا درد اور دیگر شکایت محسوس نہ ہوئی۔ جیسا کہ عام عورتوں کو حالت حمل میں ایسی شکایتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

حضرت آمنہ خاتونؓ فرماتی ہیں کہ جب حضور اقدس ﷺ کی ولادت کا وقت قریب آ گیا تو میں نے سبز رنگ کے پرندے دیکھے جن کی چونچیں زمرد کی اور پر یاقوت کے تھے اور دیکھا کہ فضا میں کچھ آدمی کھڑے ہیں جن کے ہاتھوں میں چاندی کے لوٹے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے میری آنکھوں سے حجاب دور فرما دیا۔ میں نے تمام روئے زمین کو مشرق سے مغرب تک دیکھا۔ اور تین جھنڈے دیکھے کہ ایک کو مشرق میں اور ایک مغرب میں اور ایک کو کعبہ معظمہ کی چھت پر نصب کیا گیا اتنے میں سید العالمین ﷺ پیٹ سے باہر تشریف لائے۔ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ سجدہ میں جھکے ہوئے ہیں اور اپنی انگلی ایک متضرع انسان کی طرح اوپر اٹھائی ہوئی ہے۔

ابھی تھوڑی دیر بھی نہ گزری تھی کہ ایک سفید بادل نے آپ کو ڈھانپ لیا اور غائب کر دیا۔ صرف یہ آواز سننے میں آئی کہ انہیں زمین کے مشرق و مغرب کا دورہ کراؤ۔ اور سمندروں میں لے جاؤ تا کہ وہ آپ کے نام اور آپ کی سیرت وصورت سے آشنا ہو سکیں۔ ساتھ ہی حضرت آمنہ خاتونؓ فرماتی ہیں کہ جب آپ پیدا ہوئے تو آپ کے ساتھ ایک نورانی شعاع نکلی جس سے مشرق و مغرب تک روشنی پھیل گئی۔ آپ کی ولادت باسعادت کے وقت کسریٰ کے محل میں زلزلہ آیا اور اس کے چودہ کنگرے گر گئے اور شیطانوں اور جنوں کو آسمان تک جانے سے روک دیا گیا۔ آپ ناف بریدہ اور ختنے کیے ہوئے اور آنکھوں

میں قدرتی سرمہ لگائے ہوئے پیدا ہوئے۔

حبیب پاک ﷺ کی رحلت:

یہ عجیب بات ہے کہ محبوبِ کبریا ﷺ کی ولادت پاک بھی ربیع الاول کی بارہویں تاریخ بروز پیر ہوئی اور آپ کا وصال مبارک بھی اسی مہینہ، اسی تاریخ اور اسی دن ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

انک میتٌ و انھم میتون۔ ثم انکم یوم القیامۃ عند ربکم تختصمون۔

بے شک تمہیں انتقال فرمانا ہے اوران کو بھی مرنا ہے، پھر تم قیامت کے دن اپنے رب کے پاس جھگڑو گے۔

وصال مبارک کا مختصر واقعہ:

وصال مبارک کا واقعہ ایک طویل داستان ہے جو سیرت کی کتابوں میں مندرج ہے۔ مگر یہاں نہایت اختصار کے ساتھ وصال پاک کا ذکر کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے آمین ثم آمین۔

جب آیت الیوم اکملت لکم دینکم نازل ہوئی تو باریک بین صحابہ کرام سمجھ گئے کہ اب رحمۃ اللعالمین ﷺ کا دنیا سے رحلت فرمانے کا وقت قریب آ گیا ہے۔ اس لیے امام الانبیا ﷺ کا دنیا میں قیام فرمانا اکمال دین کے لیے ہے۔ جب دین درجہ کمال کو پہنچ گیا تو پیغمبر اسلام ﷺ کو ملاء اعلیٰ کے ساتھ لاحق ہونا ہے اور ان ہی دنوں میں سورۂ نصر نازل ہوئی۔

إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ () وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجاً () فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّاباً ()

''جب اللہ تعالیٰ کی مدد اور فتح آئے اور لوگوں کو تم دیکھو کہ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہوتے ہیں تو اپنے رب کی ثناء کرتے ہوئے اس کی پاکی بولو اور اس سے بخشش چاہو۔ بے شک وہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے۔''

اس سورت کے نازل ہونے کے بعد صحابہ کرامؓ نے سمجھ لیا تھا کہ دین کامل اور تمام ہو گیا۔ تو اب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں زیادہ عرصہ تشریف نہ رکھیں گے۔ چنانچہ سیدنا حضرت عمرؓ یہ سورت سن کر اسی خیال سے روئے۔ اس سورت کے نازل ہونے کے بعد سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں فرمایا کہ ایک بندہ کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے کہ چاہے دنیا میں رہے چاہے اس کی بقاء قبول فرمائے۔ اس بندہ نے بقاء الٰہی اختیار کی۔ یہ سن کر سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا۔ آپ پر ہماری جانیں، ہمارے مال، ہمارے آباء، ہماری اولادیں سب قربان ہوں۔

شدت مرض:

سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں دربار رسالت میں حاضر ہوا۔ میں نے اپنا ہاتھ حضور سراپا نور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس پر رکھا تو تپ کی اتنی شدت تھی کہ میرا ہاتھ اس شدت حرارت کو برداشت نہ کر سکا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بخار بہت تیز ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میرا بخار دو شخصوں کے بخار کے برابر ہے۔ اور فرمایا کہ میری امت میں جس شخص کو تپ یا کوئی مرض لاحق ہو تو گناہ اس کے بدن سے اس طرح جھڑتے ہیں جس طرح موسم خزاں میں درختوں کے پتے جھڑتے ہیں۔ لیکن باوجود بیماری کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہائے ہوا اور نہ فریاد وغیرہ کرتے ہیں بلکہ آپ کی زبان مبارک پر یہ کلمات جاری ہوتے ہیں:

"اللّٰھم اغفرلی واجعلنی فی الرفیق الاعلیٰ۔"

وصال سے قبل آپ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا:

الصلوٰۃ و ما ملکت ایمانکم

یعنی نماز کی محافظت کرو۔

اور لونڈی اور غلاموں کا خیال رکھو۔ آخر کار نزع کی حالت پیدا ہوئی۔ رنگ مبارک متغیر ہو رہا تھا۔ اب وہ وقت آ گیا ہے کہ آقا اپنے غلاموں سے رخصت ہو۔ بے سہاروں کا سہارا، مجرموں اور گنہگاروں کو بخشوانے والا ان کو چھوڑنا چاہتا ہے۔ بحکم الٰہی ملک الموت ایک اعرابی کی شکل میں دروازہ پر حاضر ہو کر اذن طلب کرتا ہے۔

حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں خیر اس کو کہہ دو کہ اندر آئے۔ پس ملک الموت اندر آیا اور عرض کیا "السلام علیکم ایها النبی" اللہ تعالیٰ آپ کو سلام پہنچاتا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ آپ کی روح مبارک آپ کی اجازت کے بغیر قبض نہ کروں۔"

آپ ﷺ نے فرمایا۔ اے ملک الموت، تم میری روح اتنے تک قبض نہ کرو کہ جب تک جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام نہیں آتے۔ اتنے میں حضرت جبریل علیہ السلام روتے ہوئے حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا، اے دوست کیا اس حال میں تم مجھے تنہا چھوڑتے ہو۔ حضرت جبرایل علیہ السلام نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ کو بشارت ہو کہ اللہ تعالیٰ نے دوزخ کے فرشتہ کو حکم دیا ہے کہ میرے حبیب ﷺ کی روح مطہرہ آسمانوں میں آ رہی ہے لہٰذا دوزخ کی آگ کو بجھا دو، اور حوران بہشت کو حکم ہوا ہے کہ اپنے آپ کو آراستہ کریں۔ فرشتوں کو حکم ہوا ہے کہ صفیں باندھ کر کھڑے ہو جائیں کہ روح محمدی تشریف لا رہا ہے اور حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں زمین پر جاؤں اور حبیب رب العالمین ﷺ کو یہ خوشخبری سناؤں کہ اللہ جل شانہ نے تمام انبیائے کرام علیہ السلام اور ان کی امتوں پر بہشت کو حرام کر دیا ہے جب تک کہ میرا حبیب پاک ﷺ اور اس کی امت جنت

میں داخل نہ ہو۔کل قیامت کے روز اتنی امت بخشوں گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

یہ سن کر حضور ﷺ سراپان نور شافع یوم النشور نے ملک الموت کو اجازت دے دی کہ وہ آپ ﷺ کی روح مبارک کو قبض کرے۔ ملک الموت نے حسب ارشاد آپ کی روح قبض کر کے اعلیٰ علیین لے گیا اور یہ صدا دے رہا تھا یا محمدا، یا رسول رب العالمین۔سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ سے منقول ہے کہ میں آسمانوں سے وامحمداً کی آواز سن رہا تھا جو فرشتے بلند کر رہے تھے۔

محبوب رب العالمین ﷺ کے وصال مبارک سے گویا قیامت قائم ہوگئی۔ اصحاب واہل بیت پر ایسا رنج وغم طاری ہوا کہ بیان میں نہیں آسکتا۔

سیدنا حضرت عثمانؓ پر سکوت طاری ہو گیا اور حضرت عمرؓ کے ہوش جاتے رہے اور عقل کٹ گئی یہاں تک کہ وہ کہنے لگے کہ محبوب خدا ﷺ نے وفات نہیں پائی اور جو یہ کہے گا کہ آپ ﷺ کی وفات ہوئی ہے تو میں اسے قتل کر دوں گا۔سیدنا حضرت ابوبکر صدیق اور سیدنا حضرت عباسؓ سب اصحاب میں مستقل رہے۔

آپ ﷺ کی رحلت کے بعد مدینہ طیبہ میں صحابہ کرامؓ کے لیے اندھیرا چھا گیا۔ انسانوں کے علاوہ جانوروں پر بھی رنج والم مسلط ہو گیا۔سرکاری کی سواری کا گدھا اتنا غمزدہ ہوا کہ اپنے آپ کو ایک گڑھے میں گرا دیا اور مر گیا اور آپ کی اونٹنی اس قدر غم میں ڈوب گئی کہ کھانا پینا چھوڑ دیا یہاں تک کہ مرگئی۔

حضور اقدس ﷺ کو غسل دیا گیا:

حضور پرنور شافع یوم النشور ﷺ نے وصیت فرمائی تھی کہ مجھے غسل میرے اہل بیت دیں، جب غسل کی تیاری کی گئی تو ایک آواز آئی کہ غسل مت دو وہ خود پاک ہیں۔ کہنے والے کو تلاش کیا گیا مگر کوئی پتہ نہ چلا۔ پھر آواز آئی کہ غسل دو، پہلے کہنے والا شیطان تھا اور

میں خضر ہوں (علیہ السلام)۔

اختلاف ہوا کہ برہنہ غسل دیا جائے یا کپڑوں سمیت، پھر سب پر نیند غالب ہوگئی اور گوشہ خانہ سے آواز آئی کہ کپڑوں سمیت غسل دو۔ چنانچہ سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ اور سیدنا حضرت عباسؓ نے اپنے معاونین کے ساتھ غسل دیا۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ غسل کے بعد چند قطرے ناف مبارک میں رہ گئے تھے۔ میں نے ان کو چوس لیا۔ چوسنا تھا کہ ان کی برکت سے میرے سینہ بے کینہ میں علوم کے چشمے جاری ہوگئے۔

نماز جنازہ کی کیفیت:

محبوب رب العالمین ﷺ نے زمانہ حیات ظاہری میں فرمایا تھا کہ اول جو کوئی مجھ پر نماز پڑھے گا وہ میرا پروردگار ہے، اس کے بعد میرے دوست جبریل علیہ السلام، پھر میکائیل علیہ السلام، پھر اسرافیل، پھر ملک الموت بمعہ دیگر فرشتوں کے۔ پھر میری اہل بیت کے مرد، پھر ان کی خواتین، پھر باقی صحابہ کرام اور پھر عورتیں اور بچے۔ چنانچہ اسی طرح رحمۃ پر نماز پڑھی گئی اور ایک جماعت آتی اور بغیر امام کے نماز پڑھ کر چلی جاتی، پھر اور جماعت آکر نماز پڑھتی۔

دفن مبارک:

صحابہ کرامؓ میں اختلاف ہوا کہ حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کہاں دفن کیا جائے۔ کسی نے کہا کہ اسی حجرہ میں جہاں روح قبض کی گئی ہے۔ اور کسی نے کہا کہ مسجد میں اور کسی نے کہا مقبرہ بقیع میں اور کسی نے کہا کہ مکہ مکرمہ کے قبرستان میں جنت معلیٰ میں سرکار کو دفن کیا جائے۔ مگر سیدنا حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ:

''میں نے رسول خدا ﷺ سے کچھ سنا (جو بھول گیا ہون) فرمایا اللہ تعالیٰ کسی نبی کی

روح اس جگہ قبض کرتا ہے جہاں اس کا دفن محبوب ہو، ان کو مقام فراش میں ہی دفن کرو۔"

چنانچہ بہ حکم حدیث شریف اسی حجرۂ مبارک میں قبر تیار کرائی گئی اور زحمۃ کو اس میں لٹایا گیا۔

ربیع الاول کے نوافل وعبادات:

ربیع الاول کے مہینہ میں وظائف ونوافل دا کرنا بے شمار فیوض وبرکات کا باعث ہے۔

پہلی شب:

جو کوئی اس مہینہ کی پہلی شب اور پہلے دن یعنی دو رکعت نماز نفل رات کے وقت اور دو رکعت نفل نماز دن کے وقت اس طرح سے ادا کرے کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سات مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے تو پروردگار عالم اس کو سات سو برس کی عبادت کا ثواب عطا فرمائے گا۔

زیارت رسول اللہ ﷺ:

جو کوئی ربیع الاول کی پہلی شب نماز عشاء کے بعد سولہ رکعت نفل نماز دو دو رکعت کر کے اس طرح سے پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد تین تین مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے۔ جب تمام نوافل ادا کرے تو نہایت توجہ یک سوئی کے ساتھ قبلہ رخ بیٹھے بیٹھے ایک ہزار مرتبہ یہ درودِ پاک پڑھے:

اللّٰھم صلی علیٰ محمد ن النبی الامی ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہٗ۔

پڑھنے کے بعد باوضو حالت میں ہی پاک صاف بستر پر بغیر کسی سے کوئی کلام

کیے سو جائے۔ انشاء اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہوگا۔

دوسری شب:

ربیع الاول کی دوسری شب نماز مغرب کے بعد دو رکعت نماز نفل اس طرح سے پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد تین تین بار سورۂ اخلاص پڑھے اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد گیارہ بار یہ درود پاک پڑھے:

اللّٰھُم صَلی علیٰ محمدٍ وّ علیٰ اٰلِ محمدٍ و بارک وسلم برحمتک یا ارحم الراحمین۔

پھر بارگاہ الٰہی میں اپنے مقصد و مطلب کے حصول کے لیے دعا مانگے۔ جو بھی جائز دعا مانگے انشاء اللہ تعالیٰ قبول ہوگی۔

دسویں شب:

اس ماہ کی تیسری شب کو نماز عشاء کے بعد چار رکعت نفل نماز اس طرح سے پڑھنی چاہیے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد ایک مرتبہ آیت الکرسی اور تین تین بار سورۂ طٰہٰ و سورۂ یٰسین پڑھے۔ سلام پھیرنے کے بعد ان نوافل کا ثواب حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں تحفتہً و ہدیتہً پیش کرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ دینی و دنیاوی حاجات پوری ہوں گی۔

بارہ ربیع الاول کے نوافل:

بارہ ربیع الاول کو نماز ظہر کے بعد بیس رکعت نماز نفل دو دو رکعت کر کے اس طرح سے پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد اکیس اکیس مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے۔ نماز پڑھنے کے بعد اس کا ثواب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ اقدس میں ہدیہ کے طور پر پیش

کرے۔ اولیاء کرام رحمہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے ان نوافل پر مداومت رکھی ہے۔ ان نوافل کی مداومت رکھنے والے کو حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت نصیب ہوتی ہے اور پروردگار عالم جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرماتا ہے۔ حضور سرور کائنات ﷺ کی شفاعت نصیب ہوتی ہے۔

اکیس ربیع الاول:

جو کوئی ربیع الاول کی اکیس تاریخ کو دو رکعت نفل نماز اس طرح سے پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد ایک بار سورۂ مزمل پڑھے اور سلام پھیرتے ہی سجدہ ریز ہو جائے۔ تین مرتبہ یہ دعا نہایت توجہ وخلوص سے پڑھے:

یا غفور تغفرت بالغفر والغفر فی غفر غفرك یاغفور۔

اس کے بعد جو بھی جائز دعا صدق دل سے مانگے ان شاء اللہ تعالیٰ قبول ہوگی۔

☆ کسی بھائی کی حاجت برآری کرنے والا ایسا ہے کہ گویا تمام عمر اللہ کی خدمت میں گزار دی۔

☆ جو شخص سلام سے پہلے بات کرے اس کا جواب مت دو، جب تک پہلے سلام نہ کرلے۔

☆ حق ہمسائیگی درجہ وار چالیس گھروں تک ہے یعنی چاروں طرف چالیس گھر، جس نے پڑوسی کے کتے کو مارا اس نے پڑوسی کو ایذا دی۔

☆ جب جنازہ کے ہمراہ جائے تو مردے کے غم سے زیادہ اپنا غم کر اور خیال کر کہ وہ ملک الموت کا منہ دیکھ چکا اور مجھے ابھی دیکھنا ہے۔ وہ موت کی تلخی کا مزا چکھ چکا ہے اور مجھے ابھی چکھنا ہے۔ وہ خاتمہ کے ڈر سے نکل گیا ہے اور مجھ پر ابھی باقی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

يَـامُفَتِّحَ الْاَبْوَابِ وَيَامُسَبِّبَ الْاَسْبَابِ وَيَامُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ

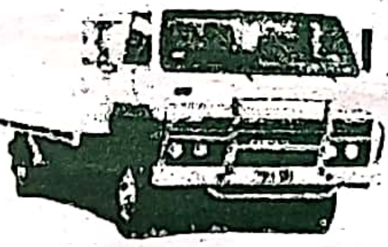
وَالْاَبْصَارِ وَيَاغِيَاثَ الْمُسْتَغِثِيْنَ وَيَادَلِيْلَ الْمُتَحَيِّرِيْنَ

وَيَامُفَرِّحَ الْمَحْزُوْنِيْنَ اَغِثْنِیْ اَغِثْنِیْ اَغِثْنِیْ تَوَكَّلْتُ عَلَيْكَ

يَـا رَبِّیْ وَ فَوَّضْتُ اِلَيْكَ اَمْرِیْ يَـارَبِّ يَـارَبِّ يَـارَبِّ

يَا اَللّٰهُ يَابَاسِطُ يَارَزَّاقُ يَا فَتَّاحُ يَاكَرِيْمُ۔

تمام پریشانیوں کے لیے اکسیر ہے کوئی مناسب وقت مقرر کر کے روزانہ ۲۱ مرتبہ پڑھیں۔




MONTHLY "SALSBEEL" REGD: NO. CPL-247
LAHORE